سوال

(109) مودودی مذہب کی تفصیلات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مدرسہ دارلاسلام عمر آباد آمبور کے تعلیم یافتہ ایک مولوی صاحب مسجد گاہ وقصابان کے پیش امام ہیں۔ پیشتر آپ عقیدہ اہل حدیث پر تھے۔ اب مودودی مزہب رکھتے ہیں۔ مذہب اہل حدیث پر آج کل سخت لے دے کرتے ہیں۔ نوکر پیشہ تاجر اور زراعت کرنے والوں کو حرام کھانے والے اور مسلمان نہیں ہوسکتے کہتے ہیں۔ کیا مذکورہ مودودی مولوی صاحب کا ایسا کرنا انصاف پر مبنی ہے۔ (محمد غیاث خان مدارس)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جو شخص کوئی مذہب اختیار کرتا ہے۔ اس کی اشاعت بھی کرتا ہے۔ آپ بھی ہمارا رسالہ ''خطاب مودودی(1)۔'سنا دیا کریں۔ باقی سارے سوالوں کا جواب قرآن نے یوں دیا ہے۔ وَقُل لِعِبادى يَقولُوا الَّتى هِىَ أَحسَنُ (بات عمدہ طریق سے کیا کرو) جس سے فتنہ فساد نہ ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا کافر بادشاہ کے ماتحت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے جہاں فرمایا۔ لِيَأخُذَ أَخاهُ فى دينِ المَلِكِ اس آیت سے کافر بادشاہ کے قانون کی ماتحتی ثابت ہوتی ہے۔ اگر کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی اس آیت شریفہ سے حرام کہنے کا جواب بھی آجاتا ہے۔ (اہل حدیث جلد 44 نمبر 23۔24۔25)

شرفیہ

مولانا۔ السلام وعلیکم ورحمة اللہ وبرکاة! ہم سب الحمد للہ تمام مسلمان ہیں۔ خصوصا اہل حدیث مگر آج کل ایک جماعت نے اپنا نام جماعت اسلامی رکھ لیا ہے اور قبر پرستوں کی طرح اسلام پر قبضہ غاصبانہ کرکے ہم کو اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے امیر مولنا مودودی نے جو کام کیا ہے۔ وہ آج تک علماء اسلام سے نہ ہوسکا۔ آ تو ہمارا لٹریچر دیکھو جو ہمارے امیر نے لکھا ہے۔ آپ بتایئں کہ ان کا لٹریچر کیا ہے۔ اور ہم کیا کریں۔ بینوا توجروا۔ (عبد الخالق پاکستان)

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاة۔ اما بعد! مودودی صاحب کی داستان تو بہت طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کا لٹریچر میں نے دیکھا ان کا پہلا

دور اور تھا۔ اب دوسرا دور ہے۔ پہلا پچھلا آپس میں متناقض بھی ہیں۔ جس کا خلاصہ میں نے اخبار اہل حدیث سوہدرہ 1951ء سنہ میں 9 قسطوں میں شائع کرایا تھا۔ وہاں ملاحظہ ہو۔ اب بھی ان کے چند نمونے بیان کرتا ہوں۔ پھر ان کی تردید اور تنقید پہلے دور میں لکھتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ مگر ان چیزوں کے حصول کا ذریعہ نہ قرآن ہے

نہ تواتر۔ صرف اخبار احادی ہیں۔ تفہیمات ص 317 کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ میں اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ کتابیں انہیں بزرگوں کی لکھی ہوئی ہیں نہ اس میں شبہ ہے۔ کہ ہر حدیث کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچی ہے یا نہ لہذا ان کتابوں کے زریعے سے حدیث کا وہ علم قریب قریب یقینی طور پر ہم تک پہنچ گیا ہے۔ خلاصہ ص 283و284 تفہیمات صفر 1353ہجری جون 1934ء)

دوسرے دور میں لکھتے ہیں۔ کیا ضرورکہ جس کو محدثین نے ثقہ کہا ہے۔ وہ ایسا ہی ہو اور وہ جس کو غیر ثقہ کہا ہے وہ ایسا ہو۔ تفہیمات ص 322) محدثین کا زخیرہ قابل اعتماد نہیں تفہیمات 295اور یہ بھی لکھتے ہیں۔ ممکن ہے جن کو انہوں نے متصل صحیح کیا ہے وہ ایسی نہ ہو اور جس کو منقطع متصل بتایا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہو تفہیمات ص 323 یہ بھی لکھتے ہیں (حدیث رسول ﷺ) سراسر زوقی ہے۔ اورکسی ضابطہ کے تحت نہیں۔ تفہیمات ص 297 ووقتی یعنی وجدانی وخیالی باتیں تھیں۔ من جانب اللہ نہ تھیں۔ اسلیئے لکھتے ہیں۔

دجال کے آنے کی حدیثیں فسانے ہیں۔ ترجمان القرآن ستمبر اکتوبر 1945ء یہ بھی لکھتے ہیں کہ تاریخ سے ثابت ہوگیا کہ آپ کی حدیثیں آپ کے قیاسات تھے اور صحیح نہ تھے۔ ترجمان القرآن فروری 1946۔ یہ بھی لکھتے ہیں۔ حدیث متواتر کی بنا بھی قیاس پر مبنی ہے۔ تفہیمات ص 202

جواب۔ ان اقوال کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ ان کے یہ پچھلے اقوال پہلے کے مناقض ہیں۔ لہذا مناقضہ باطل۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کے پچھلے اقوال باوجود آپس میں متناقض ہونے کے قرآن مجید کے خلاف اور قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ لہذا باطل ہیں۔ اور قران کی مخالفت وتکذیب کفر بھی ہے۔ اور بیان خلاف یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو اہل اسلام کےلئے معیار صداقت مقرر کیا ہے۔ اور اسی پر محدثین نے عمل کر کے اسلام کی حفاظت و تبلیغ میں قرآن مجید کی تفسیر جو صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ نے حاصل کر کے خواہ آپ کے اقوال سے ہو۔ خواہ افعال وتقریر سے اپنے شاگروں کو بتائی انھوں نے اپنے شاگردوں کو بتائی۔ علی ھذا القیاس سلسلہ بہ سلسلہ اسی طرح ہم تک پہنچی۔ اور صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اس تفسیر یا رسول اللہ ﷺ کی سیرت و فیصل جات و احکامات شرعیہ مذکورہ فی القرآن کی تشریح کی۔ اس کی روایت میں رواۃ حدیث کی صداقت کو محدثین نے قرآن مجید کی آیت زیل سے بعد تجزیہ و تحقیق معلوم کر کے احادیث رسول ﷺ کو کتب حدیث وتفسیر میں قلمبند کیا۔ اور مودودی صاحب کے یہ اقوالان کی تکذیب کرتے ہیں۔ آیت یہ ہے لَيسَ البِرَّ أَن تُوَلّوا وُجوهَكُم قِبَلَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ وَلـٰكِنَّ البِرَّ مَن ءامَنَ بِاللَّهِ وَاليَومِ الءاخِرِ وَالمَلـٰئِكَةِ وَالكِتـٰبِ وَالنَّبِيّـۧنَ وَءاتَى المالَ عَلىٰ حُبِّهِ ذَوِى القُربىٰ وَاليَتـٰمىٰ وَالمَسـٰكينَ وَابنَ السَّبيلِ وَالسّائِلينَ وَفِى الرِّقابِ وَأَقامَ الصَّلوٰةَ وَءاتَى الزَّكوٰةَ وَالموفونَ بِعَهدِهِم إِذا عـٰهَدوا وَالصّـٰبِرينَ فِى البَأساءِ وَالضَّرّاءِ وَحينَ البَأسِ ۗ أُولـٰئِكَ الَّذينَ صَدَقوا ۖ وَأُولـٰئِكَ هُمُ المُتَّقونَ ١٧٧ ۔ (پ2ع6)

نیکی اس میں منحصر نہیں کہ تم نماز میں مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرو۔ لیکن نیکی اس کی معتبر ہے۔ یا نیک وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن یعنی آخرت اور فرشتوں اور سب نبیوں پر ایمان لائے۔ اور سب کو سچ مانا۔ باوجود مال کی محبت کے اپنے قرابت ولاوں۔ اور یتیموں۔ اور مسکینوں اور مسافروں اور دیگر سائلوں کو دیں۔ اور گردن آذاد کرانے میں دیں۔ اور ہمیشہ نماز قائم رکھیں اور ذکواۃ دیں۔ اور وہ لوگ نیک ہیں۔ جو ج کسی سے کسی قسم کا وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں۔ خصوصاً تنگ دستی۔ اور ہر قسم کی سختی میں میں صبر کریں۔ (اور پھر جن میں یہ صفتیں ہوں) تو وہ لوگ صادق ہیں سچے مومن مسلم ہیں۔ پرہیز گار ہیں۔ اور سورہ حدید میں بھی ان لوگوں کی چند صفات بیان کر کے فرمایا ہے۔ أُولـٰئِكَ هُمُ الصِّدّيقونَ وَالشُّهَداءُ عِندَ رَبِّهِم لَهُم أَجرُهُم وَنورُهُم (الایۃ پ27ع18)

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ ان صفات والے لوگ جب قرآن وحدیث رسول ﷺ کی سیرت واحکام وعقائد شرعیہ بیان کریں۔ تو ان کی خبر ان کی روایت کو تسلیم کرنا واجب ہے فرض ہے۔ ورنہ باوجود معیار شرعی کے ثبوت کے صادق متقی کی شرعی خبر وروایت میں حبل و محبت چون وچراو شکوک پیدا کرنا قرآن مجید کے مقرر کردہ معیار سے انحراف ہے۔ جو قطعا قرآن مجید کی تکذیب ہے۔ ورنہ ایمان والوں کی صفت تو اللہ نے بیان کی ہے۔ کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف بلایا جائے۔ تو وہ یہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا۔ ان پ عمل کریں گے ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ إِنَّما كانَ قَولَ المُؤمِنينَ إِذا دُعوا إِلَى اللَّهِ وَرَسولِهِ لِيَحكُمَ بَينَهُم أَن يَقولوا سَمِعنا وَأَطَعنا ۚ وَأُولـٰئِكَ هُمُ المُفلِحونَ ٥١ (پ18ع13)

پھر اس میں چون وچرا شکوک ایمان کے خلاف ہے۔ اور بحکم اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّكرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُون ٩ (پ14ع1) مقرر ہمیں نے اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ تو حفاظت قرآن کی دونوں قسم سے ہے۔ الفاظ وعبارات کی بھی اع معانی کی بی وہ معافی جو بحکم آیت۔ بِالبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرونَ ٤٤ ۔ (پ14ع18) ہم نے قرآن آپ پر نازل کیا ہے۔ تاکہ آپ اس نازل شدہ کو جوان کے لے نازل کیا ہے۔ اس کے معنیٰ ان کو سمجھا دیں۔ بتا دیں۔ اور تاکہ پھر وہ اس میں غور فکر کریں۔ تدبر کریں۔ كَما أَرسَلنا فيكُم رَسولًا مِنكُم يَتلوا عَلَيكُم ءايٰتِنا وَيُزَكّيكُم وَيُعَلِّمُكُمُ الكِتٰبَ وَالحِكمَةَ وَيُعَلِّمُكُم ما لَم تَكونوا تَعلَمونَ ١٥١ (پ2ع2)

ہم نے تم کو تولی کعبہ کا حم دے کہ تم پر اپنی نعمت پوری کی۔ جیسے تمھیں میں سے اپنا رسول بھیج کر اپنی نعمت پوری کی۔ کہ وہ تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ اور تم کو قرآن کے الفاظ وعبارات پڑھاتا ہے۔ اور اس کے معنیٰ بتاتا ہے۔ اور تم کو وہ باتیں بتاتا ہو۔ جو تم نہ جانتے تھے۔ ثابت ہوا کہ قرآن کی حفاظت کو یہ بھی لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے قرآن کے الفاظ وعبارات کی حفاظت حفاظ قرآن کے زریعہ کرائی ہے۔ اسی طرح اس کے معنیٰ شرعیہ بیان کردیں۔ رسول ﷺ کی بھی رواۃ حدیث سے محدثین کے ذریعہ کرئی ہے۔ ورنہ کتب سابقہ کی طرح قرآن کی تحریف ہوجاتی اور یہ حجت بازیہی چاہتے ہیں کہ قرآن کو اپنی عقل سے تحریف کرکے اپنا الوسیدھا کریں۔ مگر یاد رکھیں يُريدونَ لِيُطفِـٔوا نورَ اللَّهِ بِأَفوٰهِهِم وَاللَّهُ مُتِمُّ نورِهِ وَلَو كَرِهَ الكٰفِرونَ ٨ ۔ (پ10ع11)

اور بحکم قُل إِن كُنتُم تُحِبّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعونى ۔ (پ3ع11) ۔ وَأَطيعُوا اللَّهَ وَالرَّسولَ لَعَلَّكُم تُرحَمونَ ١٣٢ (پ4ع5)

اور۔ فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤمِنونَ حَتّىٰ يُحَكِّموكَ فيما شَجَرَ بَينَهُم ثُمَّ لا يَجِدوا فى أَنفُسِهِم حَرَجًا مِمّا قَضَيتَ وَيُسَلِّموا تَسليمًا ٦٥ (پ5ع6) رسول اللہ ﷺ کے حکم آپ کے فیصلہ جات آپ کی بیان کرو قرآن کی تفسیر آپ کی اطاعت آپ کا اتباع ہر مسلم کےلئے بلاچون چرواجب ہے۔ اس میں شک وتردد یا انکار کفر ہے۔ اور بحکم وَما أَرسَلنٰكَ إِلّا رَحمَةً لِلعٰلَمينَ ١٠٧ ۔ (پ17ع7)۔ ۔ وَأَرسَلنٰكَ لِلنّاسِ رَسولًا ۚ وَكَفىٰ بِاللَّهِ شَهيدًا ٧٩ مَن يُطِعِ الرَّسولَ فَقَد أَطاعَ اللَّهَ (پ5ع8)

آپ کی بعثت بھی عامتا تاقیام قیامت ہے۔ اور بلا وساطت آپ کی کردہ بیان تفسیر قرآن بحکم آیۃ مذکور ہلتبین للناسلخ بطریق مذکور ماقبل قطعاً باطل ہے۔ مدعی کاذب ہے۔ ورنہ رسول کو معلم ومبلغ ومبین قرآن کرکے بھیجنا۔ معاذاللہ فضول ہوگا۔ اور یہ امر قطعا بطل پس ثابت ہوا کہ قرآن کی تفسیر بلا بیان رسول ﷺ بطریق مذکور۔ ۔ ۔ باطل ہے۔ اور تفسیر بیان رسول ہی صحیح ہے۔ وہی اسوہ حسنہ ہے۔ لَقَد كانَ لَكُم فى رَسولِ اللَّهِ أُسوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَن كانَ يَرجُوا اللَّهَ وَاليَومَ الءاخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثيرًا ٢١ (پ21ع19)

مقررہ تمہارےلئے رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہت اچھی ہے۔ اس لئے جو یوم آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہے۔ اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا زکر کرتا ہے۔ منکر حدیث رسول اسوہ حسنہ کے قائل بنتے ہیں۔ مگر یہ تو بتایئں کہ وہ اسوہ حسنہ کتب تفسیر وحدیث کے سوا کہاں ہے۔ بعد بعثت 23 سالہ آپ کی زندگی کے حالات۔ سیرت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ جہاد۔ نشست برخاست اہل وعیال سے آپ کا برتاو۔ تبلیغ شریعت

وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم اور آیت ۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتٰبَ وَالحِكمَةَ وغیرہ کا بیان کہاں ہے۔ پھر اگر کتب تفسیر اور حدیث نہیں مانتے۔ تو آپ کا دعویٰ اسلام قرآن کا مطلب جو آپ بتاتے ہیں۔ کیسے معلوم ہو کہ صحیح ہے۔ اور اوروں کا غلط معیار صحت کیا ہے۔ قرآن کا مطلب آپ بھی سمجھتے ہیں۔ او مسلم بھی اور شعیہ بھی۔ اور خارجی بھی۔ آریہ۔ مرزائی۔ بہائی۔ یہود ونصاریٰ وغیرہ بھی۔ لغت عرب قواعد آپ کی طرح اور بھی جانتے ہیں۔ معیار صحت بتا کر اپنے معنیٰ کو دلیل سے ثابت کریں۔ وازلیس فلیس۔

سچ کہتا ہوں۔ بیان رسول اللہ ﷺ ہی معیار صحت ہے۔ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اولہ مذکورہ بالا ملاحظہ ہوں۔ اس کے سوا آپ کچھ نہیں بتا سکتے۔ فَإِن لَم تَفعَلوا وَلَن تَفعَلوا فَاتَّقُوا النّارَ الَّتى وَقودُهَا النّاسُ وَالحِجارَةُ ۖ أُعِدَّت لِلكٰفِرينَ ٢٤ (پ1۔ع3)

اور تو بڑی بات ہے۔ یہ منکر نماز اور حج کی ہی ہیت کزائیہ اور ذکواۃ ہی کی تفصیل کہ کس کس مال کی ذکواۃ ہے۔ کیا کیا نصاب ہے کتنی کتنی ہے بتایئں۔ مودودی صاحب کا حدیث رسول اللہ ﷺ کو سراسر زوقی بتانا کہ یہ کسی ضابطہ کے تحت نہیں زوق کے کئی ایک معنیٰ ہیں۔ جو صوفیہ نے کیے ہیں۔ کہ نور عرفانی۔ جو حق وباطل میں فارق ہو۔ وہ تو یہاں ہو ہی نہیں

سکتے۔ کہ وہ قطعاً تحت ضابطہ اور حق پر ہوتے ہیں۔ اور مودودی صاحب نے آگے چل کر ان کو غلط بتایا ہے۔ لہذا دوسرے معنی یہاں مراد ہوں گے۔ جو آگے آرہے ہیں۔ طبعیت کما فی المنجد وغیرہ۔ اور یہ کتنی بڑی جرائٹ ہے یہ آیات مذکورہ بالا کے خلاف ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن کا معلم و مبین مقرر کیا۔ اور وہی ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا۔ اور اس بیان کو اللہ تعالیٰ نے حکمت بتایا۔ اور مودودی صاحب نے اس کو ایک امر وجدائی۔ طبعی۔ خیالی۔ بتایا کہ جس وقت جی میں آیا۔ کہ دیا۔ غلط ہو اس سے بحث نہیں اسکا ثبوت ان کے دوسرے قول سے ثابت ہے۔ جو کہا ہے کہ دجال کے آنے کی حدیثیں فسانے ہیں۔ رتاریخ سے ثابت ہوگیا۔ کہ آپ کے قیاسات تھے جو کہ صحیح نہ تھے۔ دونوں کے حوالے گزرچکے ہیں۔ ان کے فاس قول سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک معاذ اللہ۔ رسول اللہ ﷺ اپنی عقل سے گھڑ گھڑ کر لوگوں کو بہلایا کرتے تھے۔ یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی فسانہ کے معنی داستان ڈھکوسلہ کے بھی ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ یہ ہے ان کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اللہ تعالیٰ تو فرمائے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ٢ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ٤ (پ27ع5)

کہ تمہارا رسول تبلیغ شریعت وحی جلی و خفی میں اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا جو کچھ کہتا ہے۔ وہ من جانب اللہ ہوتا ہے۔ اور وہ حکمت ہے اور مودودی صاحب کو اس قیاسات اور فسانے اور من گھڑت بتایئں۔ پھر یہ کیا رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں۔ کیا یہ قرآن کی تکذیب نہیں۔ کیا یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ دجال کے آنے کی حدیثیں صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ وغیرہ صحاح ستہ میں ہیں۔ جن کو تمام اہل اسلام محدثین ومجتہدین وآئمہ اسلام نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان حدیثوں میں زمانہ ماضی کے انبیاء علیہم کا بھی ذکر ہے۔ اور آئندہ زمانے میں دجال کے آنے کا بھی ہے۔ اور فسانہ کے کئی معنی ہیں۔ پچھلی داستان کو بھی کہتے ہیں۔ خصوصاً بے اصل جھوٹی داستان کو آیندہ کی خبر قیاس سے حساب سے نجوم سے کہانت سے جیسے۔ نجومی۔ رتال۔ پنڈت۔ کاہن۔ ٹھگ وغیرہ بتایا کرتے ہیں۔ گاہے صحیح گاہے غلط۔ حدیث میں ہے ایک سچ میں سو جھوٹ ملادیتے ہیں۔ بلکہ زائد

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیختلطون فیہا اکثر من مائۃ کذبۃ (متفق علیہ۔ مشکواۃ۔ ص393ج2) معاذ اللہ۔ مودودی صاحب کے نزدیک یہ صحیحین کی حدیثیں مسلمہ اہل اسلام سہی قسم کی تھیں۔ کہ ایک میں سو سے زائد جھوٹ پھر دعویٰ یہ کہ میں تو سنت کو مانتا ہوں۔ سر سید احمد کو ایک سرحدی نے لکھا تھا۔

ترک احکام رسل حکم خدا رد کردی۔ آنچہ کافر بکند تو سید کردی

یہی موصوف پر صادق آتا ہے۔

یاد آیا مودودی صاحب نے نئی بات نہیں کہی۔ ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ جب رسول اللہ نے قرآن مجید کی تبلیغ شروع کی جس میں الفاظ و معانی دونوں ہی تھے تو لوگوں نے کہا تھا۔

إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ٣١ (پ7ع9)

غیاث للغات عین فسانہ کے معنی سرگزشت وماجرا وبمعنی حکایت بے اصل مجاز است لکھا ہے۔ اور اساطیر کا معنی بھی المنجد میں اباطیل لکھا ہے۔ الاسطورۃ والاسیطرۃ الحدیث الذي لا اصل لہ انتھی لوگوں نے کہا آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ یہ سب پہلوں کے جھوٹے قصے ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں۔ اس کی تشریح دوسری آیت میں سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ٧ (پ23ع1) یہ کچھ نہیں مگر اپنے جی سے بنا لیتا ہے۔ یہ ہے مودودی صاحب اور ان کے حواریوں پیروں کا اسلام۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔ مودودی صاحب نے جو روۃ حدیث میں کام کیا ہے۔ خبر واحد پر تو بتایئں کہ قرآن مجید بھی تو رسول اللہ ﷺ نے امت کو پڑھایا ہے۔ کیا اس میں بھی آپ کو کچھ کلام ہے۔ آپ بھی تو واحد ہی تھے اور آپ خود بدولت اور ہر شخص کو اپنی نسل اور اپنے باپ کا کیا علم ہے۔ کہ میرا باپ فلاں شخص ہے۔ کتنے آدمیوں کی شہادت سے ولدیت ثابت ہوگی۔ نکاح کے گواہ تو دو چار سینکڑوں ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کا کیا گواہ کہ یہ شخص اسی کے نطفے سے پیدا ہوا۔ ماباپ کے سوا کون جانے بلکہ باپ کا علم بھی قطعی نہیں ہاں ماں کو ہو سکتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ہم ہر راوی پر اعتماد نہ کریں گے۔ جس طرح شاہدوں میں ہر شاہد کا اعتبار نہیں کرتے۔ ہم قرآن کے بموجب زواعدل کی شرط لگاتے ہیں۔ تفہیمات۔ ص276۔ یعنی کم سے کم دوراوی کی بات قبول ہے۔ نہ ایک کی۔ مودودی صاحب آپ کو خبر نہیں یہ تعداد کی شرط معاملات حقوق العباد جرائم وجنایات وحدود شرعیہ میں ہے۔ بلکہ زنا میں چار کی شرط ہے۔ نہ کہ رواۃ حدیث وقرآن و تبلیغ وشرح میں آپ نے خود ہی لکھا ہے کہ قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا صرف ذات پاک رسالت پناہ ہی کی خبر پر ہے۔ (تفہیمات از277تا280) پھر آپ کی کونسی

بات کا اعتبار کیا جائے۔ وَلا تَكونوا كَالَّتى نَقَضَت غَزلَها مِن بَعدِ قُوَّةٍ أَنكـٰثًا (پ14 ع19) آپ کی یہی مثال ہے کہ جس امر کو بناتے ہیں پھر اسی کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اگر آپ کی بات کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو ایک استاذ ایک عالم کی تبلیغ کا اعتبار نہ کیا جائے تا وقت یہ کہ کم سے کم دو مبلغ و استاذ نہ ہوں۔ اور آیت۔ يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا قوا أَنفُسَكُم وَأَهليكُم نارًا۔ (پ28 ع19) ''ترجمہ۔ اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔'' اس میں تبلیغ شرح اول درجہ پر ہے۔ اور آپ کے قول پر لازم ہے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو وعظ و نصیحت تبلیغ شروع کرے۔ تو وہ جب تک اپنی زوجہ کو مسجد یا مدرسہ میں لے جا کر اپنے وعظ کی تصدیق نہ کرائے۔ یا کسی مولوی صاحب کو گھر میں لا کر ان سے اپنے وعظ کی لفظ بہ لفظ تصدیق نہ کرائے۔ اس کے وعظ و نصیحت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور اگر مسجد سے زوجہ مذکورہ وعظ سن کر آئے۔ تو تا وقت یہ کہ دوسرا عالم اس کے وعظ کی لفظ بہ لفظ تصدیق نہ کرے اس کے لے وہ وعظ و خطبہ بیکار ہوگا۔ اور ایسے ہی تمام مقتدیوں کے لئے وہ خطبہ وعظ قابل عمل و حجت شرعی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ موصوف کے اصل پر دو راوی کی شرط ہے۔ واذا فات الشرط فات امشروط

تو ان کے ہاں امیر جماعت اسلامی کے نزدیک علاوہ اولہ مذکورہ کے۔ كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَت لِلنّاسِ تَأمُرونَ بِالمَعروفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ وَتُؤمِنونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَو ءامَنَ أَهلُ الكِتـٰبِ لَكانَ خَيرًا لَهُم ۚ مِنهُمُ المُؤمِنونَ وَأَكثَرُهُمُ الفـٰسِقونَ ١١٠ سورة آل عمران اور

وَالعَصرِ ١ إِنَّ الإِنسـٰنَ لَفى خُسرٍ ٢ إِلَّا الَّذينَ ءامَنوا وَعَمِلُوا الصّـٰلِحـٰتِ وَتَواصَوا بِالحَقِّ وَتَواصَوا بِالصَّبرِ ٣ سورة العصر

ہر شخص کو حسب حیثیتا مر بالمعروف نہی عن المنکر دین حق کی ایک دوسرے کو وصیت و حکم لازم ہے۔ اور ان کے اصول پر اکثر حصہ تبلیغ کا بلکہ قریبا سارے ہی کا خلاف ہوگا اس لئے کہ ان کی شرط کا وجود النار کالمعدوم ہے۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہجب ان کا اصل اصول یہ ہے کہ روایت و تبلیغ شریعت قرآن اور اس کا مطلب و معنی و تفسیر بلا دو عادلوں کے معتبر نہیں۔ تو پھر مودوی صاحب کی تبلیغ آپ کی روایت آپ کی تفسیر اس کا کیا اعتبار جب تک کہ دو عالم ماہر قرآن و تفسیر قرآن ان کے مصدق نہ ہوں اور وہ مصدق بھی ان کا مرید۔ ان کا ہم خیال نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ تو ان کا شاگرد ان کی بات کہے گا۔ وہ سو ہو تو بھی ان کا اعتبار نہیں۔ وہ ایک ہی حکم میں ہیں۔ ایسے ہی ان کی عدالت میں بھی ان کے مریدوں کا اعتبار نہ ہوگا۔ آپ بتایئں کہ آپ نے قرآن مجید اس کا مطلب کس استاذ سے پڑھا ہے یا از خود ہی معلوم کر لیا ہے۔ اگر صورت ثابیہ ہے۔ تو کیا وحی سے ہے یا کسی اور وجہ سے وہ بتایئں۔ اگر صورت اولیٰ ہے تو کیا پ کی شرط کے مطابق یا بلا شرط مگر شرط لفظ بہ لفظ ثابت کرنی ہوگی جو ؐحال ہے بات وہ منہ سے کہی ہے کہ بنائے نہ بنے۔ وہ بوجھ سر پر لیا ہے کہ اٹھائے نہ اٹھائے۔ اور ہاں مودودی صاحب آپ نے یہ کیسے لکھدیا کہ تاریخ سے ثابت ہوگیا کہ آپ کی یہ حدیثیں آپ کے قیاسات تھے صحیح نہ تھے۔ انتہیٰ (ترجمانالقرآن فروری 1946ء)

کیا حدیثوں میں دجال کے آنے کی تاریخ سن۔ سال۔ مہینہ۔ دن معین ہے۔ جو آنے باوجود تاریخ مذکور کے گزرنے کے اور عدم آمد دجال کے غلطی کا حکم لگایا۔ یا قیامت قریب آگئی۔ اور دجال نہ آیا۔ پھر جب یہ دونوں باتیں نہیں تو آپ نے غلط کیسے کہا کیا یہ آپ کا افترائی نہیں کزب نہیں تو اور کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث رسول اللہ ﷺ فسانے نہیں ہیں۔ ہاں آپ کا یہ قول خصوصا اور مودودی صاحب نے لکھا ہے۔ علم کا معتبر زریعہ قرآن ہے حدیث نہیں الخ اس لئے صحت کا اصلی معیار یہی ہونا چاہیے۔ تفہیمات ص331) میں کہتا ہوں کہ آپ نے پشتر لکھا ہے۔ تواتر کی بنا پر بھی قیاس پر ہے۔ الخ اور قیاس قطعی نہیں ہوتا۔ پھر جو ظن پر مبنی ہو وہ بھی ظنی۔ پس آپ کے اصل پر قرآن بھی قطعی نہ رہا۔ پس قرآ ن و حدیث دونوں کا اعتبار برابر ہوگیا۔ اور بالفرض اگر الفاظ کو قطعی کو تسلیم کیا جائے۔ تو معنی پھر بھی قطعاً ظنی ہیں۔ ان کا اعتبار نہ رہا۔ اور بلا معنی مہمل سے ہدایت صراط مستقیم کیسے ہو سکتی ہے۔ اس سے بھی قطع نظر آپ جو معنی قرآن بیان کرتے ہیں۔ ان کا کیا ثبوت کے صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہی مراد ہے۔ گر بالفرض اس کو بھی مان لیں تو پھر آیۃ مذکور۔ وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرونَ ٤٤ اور آیت۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتـٰبَ وَالحِكمَةَ اس کا مطلب اور آپ کا ایک ہی ہے۔ یا دو۔ اگر ایک ہے تو کیا ثبوت دو ہیں تو صحیح کونسا اگر امت کی عقل فہم قرآن کے لئے کافی تھی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو معلم اور مبین کیوں بنایا کیا ضرورت تھی۔ آپ کی تحریریں۔ أَم لَهُم شُرَكـٰؤُا۟ شَرَعوا لَهُم مِنَ الدّينِ ما لَم يَأذَن بِهِ اللَّهُ ٢١ سورة الشورى

کا مصداق ہیں۔ ترک احکام رسل حکم خدا رد کر دی۔ آپ نے لکھا ہے کہ قرآن کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجے کا پروفیسر کافی ہے۔ جس نے قرآن کا غائر مطالعہ کیا ہو۔ تنقیحات ص217) سچ ہے۔ الجنس الی الجنس یمیل آپ پروفیسر تھے۔ لہذا دنیا اسلام کے علماء ربانی اساتذہ اہل کمال پابند صوم و صلواۃ وغیرہ سے چشم پوشی کر کے آپ کی نظر پڑی تو پروفیسروں پر پڑی۔ جنھوں نے برطانیہ کے سکولوں میں عموماً غیر مسلم اساتذہ عیسائی سکھ سناتن دھرمی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ جن کی صحبت میں رام پچھمن

ديوی داس نپولين وغيره كے قصے ان كی سيرت تھے۔ برائے نام بعض مسلم اساتذه جو عموماً نہ صوم و صلواۃ كے پابند تھے نہ اخلاق حميده نہ كتاب و سنت سے واقف صرف عربی كتب ادب يا قصص وغيره كے معلم كيا يہ پروفيسر قرآن كی تفسير بيان كريں گے۔ يا رہا سہا اسلام بھی لڑكو ں كا كھو ديں گے۔ يہ تمام اولہ مذكوره بالا۔ وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرونَ ٤٤ اور آيت۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتٰبَ وَالحِكمَةَ وغيره كی تكذيب ہے۔ اور أَم لَهُم شُرَكٰؤُا شَرَعوا لَهُم مِنَ الدّينِ ما لَم يَأذَن بِهِ اللَّهُ

كا مصداق ہے۔ امير صاحب ياد ركھيے۔ بروز قيامت يہ لڑكے كہيں گے رَبَّنا إِنّا أَطَعنا سادَتَنا وَكُبَراءَنا فَأَضَلّونَا السَّبيلا ٦٧ ۔ سورة الأحزاب

گر ہميں مكتب است و ايں ملا كار طفلاں تمام خواہد شد

مودودی صاحب لكھتے ہيں۔ اسلامی معاشيات۔ اسلام كے اصول عمران اور حكمت قرآنيہ پر جديد كتابيں لكھنا ضروری ہيں۔ اس لئے قديم كتابيں ابدرس تدريس كے لئے كار آمد نہيں۔ تنقحات 217)

ميں كہتا ہوں اس تحرير سے پہلی بات يہ ثابت ہوئی كہ اسلامی معاشيات اسلام كے اصول عمران قرآن ميں نہيں لہذا اس پر جديد كتابيں لكھنا ضروری ہيں۔ دوسری بات يہ قرءت كی حكمت خود قرآن نے يا رسول اللهﷺ نے بيان كی۔ اور بالغرض كی ہو بھی ہو تو اب موجود نہيں قديم كتب سب غلط ہيں۔ اس پر يہ نقض ہے كہ ان كے پہلے قول ميں ہے كہ قرآن كے لئے كسی تفسير كی ضرورت نہيں اور اب لكھ رہے ہيں كہ اسلامی معاشيات و اصول عمران اور حكمت قرآنيہ پر كتابيں لكھنا ضروری ہيں۔ كہ يہ امور قرآن ميں ہيں نہيں ت قرآن كی تعليم ناقص ہوئی اور آيت نزيل جو آپ كے انتقال سے دو ماه اكيس روز پيشتر حجۃ الوداع ميں عرفہ كے دن جمعہ كو نازل ہوئی

اليَومَ أَكمَلتُ لَكُم دينَكُم وَأَتمَمتُ عَلَيكُم نِعمَتى وَرَضيتُ لَكُمُ الإِسلٰمَ دينًا فَمَنِ اضطُرَّ فى مَخمَصَةٍ غَيرَ مُتَجانِفٍ لِإِثمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفورٌ رَحيمٌ ٣ سورة المائدة

''ترجمہ۔ كہ آج كے دن ميں نے تمہارے لئے تمہارا دين مكمل كرديا (اب اس ميں كسی قسم كی كمی نہيں رہی۔ اور نہ ابھی اس ميں زيادتی كی گنجائش ہے۔) ''اور تم پر اپنی نعمت كو پورا كرديا۔ اس لئے كہ دين اسلام بہت بڑی نعمت ہے۔ اور ميں نے تمہارے لئے دين اسلام كو پسند كيا (كہ سب سے افضل ہے۔) ''اور وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيكَ الكِتٰبَ وَالحِكمَةَ وَعَلَّمَكَ ما لَم تَكُن تَعلَمُ (پ5ع14) ''ترجمہ۔ اے نبی الله تعالیٰ نے آپ پر قرآن اور اس كی حكمت نازل كئے۔ اور آپ كو وه باتيں بتائيں جو آپ نہ جانتے تھے۔'' لَقَد مَنَّ اللَّهُ عَلَى المُؤمِنينَ إِذ بَعَثَ فيهِم رَسولًا مِن أَنفُسِهِم يَتلوا عَلَيهِم ءايٰتِهِ وَيُزَكّيهِم وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتٰبَ وَالحِكمَةَ پ4ع8) ''ترجمہ۔ البتہ تحقيق الله تعالیٰ نے جب ايمان والوں ميں سے رسول بھيجا تو ان پر بڑا احسان كيا۔ جو وه اس كی نازل كی ہوئی آيتيں ان كو پڑھ كر سناتا ہے۔ اور انكو وعظ و نصيحت و اثر صحبت و عمل سے كفر و شرك و رذائل) سے پاك كرتا ہے۔ اور انكو قرآن پڑھاتا ہے۔ اور اس كی حكمت اس كے معنی بتاتا ہے۔ تفسير كرتا ہے۔'' (قول و فعل و تقرير سے) مگر قرآن ميں ان كا بيان نہيں تو بھی پہلے قول كے مناقض ہے۔ كے قرآن كے لئے تفسير كی ضرورت ہے۔ پہلے انكار تھا نيز يہ كہ بحكم۔ وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم مذكوره بالا كے مخالف اور اس كی تكذيب ہے كہ رسول اللهﷺ نے قرآن كی تفسير نہيں كی۔ لوگوں كو اس كے معنی و مطلب سے شناسا نہيں كيا۔ تو الله كے رسولﷺ پر اعتراض ہے۔ كہا نھوں نے قرآن پر عمل نہيں كيا۔ اور باوجود اس كے كہ الله تعالیٰ نے ان كے بے عمل اور نا فرمان ہونے كے ان كی اتباع فرض كی تو يہ الله تعالیٰ پر بھی اعتراض ہے۔ اور يہ كفر صريح ہے۔ اور اگر يہ مراد ہے كہ رسول اللهﷺ نے قرآن كی تفسير تو بيان كی مگروه كافی نہ تھی۔ يہ مراد بھی قرآن كی تكذيب ہے۔ كہ الله تعالیٰ نے معاذ الله جس كو مبين بنايا وه قابل بيان نہ تھا۔ يہ بھی قرآن كی تكذيب و كفر ہے۔ اور اگر يہ مراد ہے كہ رسول اللهﷺ نے بيان تو كيا مگروه بيان اب دنيا ميں كسی كتاب ميں ثابت نہيں تو يہ بھی آيت مذكوره بالا۔ إِنّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّكرَ وَإِنّا لَهُ لَحٰفِظونَ ٩ جس كی تفصيل پيشتر ہو چكی ہے۔ كے مخالف ہے كہ الله تعالیٰ نے قرآن كے الفاظ اور بيان كرده معنی رسول اللهﷺ كو اپنے ذمہ ليا ہے۔ لہذا كلام الٰہی كی تكذيب ہے۔ اور واقع كی بھی خلاف ہے۔ كہ اہل اسلام آئمہ اسلام تمام مذاہب متبعہ اثبات حديث اور آپ كی تفسير جو كتب تفسير و حديث ميں مذكور ہے۔ قائل و عامل ہيں۔ اور يہ قول تمام امت محمديہ اور سبيل المومنين كے خلاف ہے۔ وَمَن يُشاقِقِ الرَّسولَ مِن بَعدِ ما تَبَيَّنَ لَهُ الهُدىٰ وَيَتَّبِع غَيرَ سَبيلِ المُؤمِنينَ نُوَلِّهِ ما تَوَلّىٰ وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَساءَت مَصيرًا ١١٥ (پ5ع14) خلاصہ يہ كہ بحكم اولہ مذكوره جب قرآن ميں دين اسلام كو كامل بنا ديا گيا۔ اور حكمت بھی بيان كی گئی كمی بيشی كی جگہ نہيں رہی۔ تو اب جديد كتب لكھنا اول تو فضول ہے۔ دوم اس كے خلاف تشريح جديد ہے۔ جو كفر ہے۔ أَم لَهُم شُرَكٰؤُا شَرَعوا لَهُم مِنَ الدّينِ ما لَم يَأذَن بِهِ اللَّهُ (پ25ع4)

کا مصداق ہے۔ پھران پر عمل کرنا سراسر گمراہی ہے۔ بے دینی ہے لادینی ہے۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ قرآن وسنت سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر اور حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ تنقیحات ص133

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگی کے یادرہے اوزمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

اسی لئے کہ کبھی آپ اخبار آحاد پر نظام حیات کا مدار مان کر ان کو صحیح مانتے ہیں۔ تفہیمات ص317 کبھی کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ کو قریب قریب یقینی بتاتے ہیں۔ خلاصہ تفہیمات از ص283 تا284 صفر1353ھ) کبھی ان میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔ کہ کما تقدام فیصلہ اور کبھی خبر متواتر کو کہتے ہیں۔ کہ تمام امت کا اتفاق ہے۔ کہ وہ یقینی ہے۔ تفہیمات ص314 اور طبع سابع میں ہے۔ کہ عقل بھی یہی فیصلہ کرتی ہے۔ کہ وہ یقینی ہے۔ تفہمات ص286 کبھی کہتے ہیں کہ مشاہدہ عینی اور تجربہ حس کے سوا دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو مفید یقین ہوسکتی ہو۔ تواتر کو بھی محض اس قیاس پر یقینی سمجھا جاتا ہے۔ کہ بہت سے آدمیوں کا جھوٹ پر متفق ہونا مستبعد ہے لیکن خبر متاتر کے لئے جو شرائط ہیں وہ بہت کم ایسی چیزوں میں پائی جاتی ہیں جن پر تواتر کا گمان ہوتا ہے۔ تفہیمات 302 کبھی تمام کتبمتداولہ مسلمہامت محمدیہ کا انکار جو ابھی اوپر مذکور ہے۔ کبھی سنت کو سب پر مقدم بتا کر صحت کا اقرار بھی ہے۔ بتایئے آپ کی کونسی بات کا اعتبا کیا جائے۔

درمیان قعر دریا تختہ بند مکردہ باز میگوہی کے دامن ترمکن ہشیار باش

بتایئے یہ آپ کا تقیہ ہے یا بدا آپ تو تواتر خبری کو بھی کہہ چکے ہیں۔ کہ اس قسم کی متواتر سنتیں تو ہندؤں بدھوں اوردوسری قوموں میں بھی ہیں۔ تفہیمات296۔ 297 پھر اب آپ سنت کا ثبوت کہاں سے لایئں گے۔ جس کو آپ سب پر مقدم کریں گے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کا ثبوت تو انہیں مذکور طریق سے تھا۔ ان سب کا تو آپ انکار کر چکے کیا وحی سے لایئں گے یا کسی اور طریق سے ہاں یاد آیا غالبا اس سنت سے مراد آپ کی بات ہے جو آپ اپنے قیاس وخیال سے لایئں گے۔ خواہ وہ کسی روایت ہی سے اپنے مطلب کے موافق پاکر کہہ دیں کہ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ اسکا معنی میرے نزدیک صحیح ہے۔ اوراسی طرح آپ جو قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ کیا یہ آپ کا بیان آیت زیل کا مصداق نہیں۔ ۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ (پ1ع9)

اس لئے کہ تحریف لفظی و معنوی دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ جب آپ بیان قرآن بیان کردہ رسول ﷺ کو ترک کر کے از خود تراشیں گے۔ تولا محالہ وہ تحریف ہی ہوگی۔ اور آپ اپنے بیان وتفسیر کو رسول اللہ ﷺ سے توثابت نہیں کرسکتے۔ کہ ترک مشتبہ کو آپ رد کر چکے۔ یا مشکوک بتا چکے۔ اور معیار صحت آپ ثابت نہیں کرسکتے۔ سچ ہے۔

خشت اول چوں نہد عمار کج تاثریا می رود دیوار کج

آپ کا یہ بیان آیت زیل کے مصداق ہوگا۔ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ٤٧ (پ6ع11) کومودودی صاحب لکھتے ہیں۔ اسلامی نظام کا دردہم رہم ہوجانا ایک عام مصیبت ہے۔ اورہمارے علماء مشائخ بھی اس میں اتنے حصہ دار ہیں جتنے مدرسوں اور کالجوں کے نکلے ہوئے لوگ تنصیحات ص 234

یہ تحریر آیات زیل کی تکزیب ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (پ22ع16)

''اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔'' إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ٩ ۔ (پ14ع1) ''ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' پیشتر بیان ہوچکا ہے کہ اس کی حفاظت لفظی معنوی دونوں کی یکساں ہے۔ اور وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (پ7ع8)''ترجمہ۔اے نبی کہہ دیجئے کہ میری طرف سے اس قرآن کی وحی کی گئی اس لئے مجھ پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔ کہ میں اس کے ساتھ تم موجودین کو اور تمام ان لوگوں کو تا قیام قیامت یہ قرآن پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اوردوزخ سے ڈراؤں۔ اس لئے کہ بحکم۔ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ22ع2)

آپ تمام انبیاءؑ کے بعد تشریف لائے۔ اب جدید نہ آئے گا۔ اور بحکم۔ وَأَرسَلنٰکَ لِلنّاسِ رَسولًا (پ5ع8)

''ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے رسول مقرر کر کے بھیجا ہے۔'' وَما أَرسَلنٰکَ إِلّا رَحمَةً لِلعٰلَمينَ ١٠٧ ۔ (پ17ع7) ''ہم نے آپ کو اور کسی وجہ سے رسول مقرر کر کے نہیں بھیجا۔ مگر تا قیام قیامت تمام دنیا کے لوگوں پر مہربانی کر کے بھیجا ہے'' وَما أَرسَلنٰکَ إِلّا کافَّةً لِلنّاسِ بَشيرًا وَنَذيرًا وَلٰکِنَّ أَکثَرَ النّاسِ لا يَعلَمونَ ٢٨ ۔ (پ22ع9) ''انبیاءؑ سابقین کی طرح ہم نے آپ ﷺ کو کسی خاص قوم ملک وزمان کے لئے نہیں بھیجا مگر تا قیام قیامت تمام لوگوں کے لئے بشیر و نزیر کر کے بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' اور هُوَ الَّذى بَعَثَ فِى الأُمِّيّـۧنَ رَسولًا مِنهُم يَتلوا عَلَيهِم ءايٰتِهِ وَيُزَکّيهِم وَيُعَلِّمُهُمُ الکِتٰبَ وَالحِکمَةَ وَإِن کانوا مِن قَبلُ لَفى ضَلٰلٍ مُبينٍ ٢ وَءاخَرينَ مِنهُم لَمّا يَلحَقوا بِهِم وَهُوَ العَزيزُ الحَکيمُ ٣ ۔ (پ28ع11) آیت وآخرین منھم سے اور آیات سابقہ سے تا قیام قیامت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثابت ہے۔ اور اسی قرآن سے تبلیغ ہے۔ اور آپ ہی قرآن کے مبین ہیں۔ کما تقدم اور آپ کا بیان آپ کے بعد آپ ﷺ کی احادیث کے ذریعے سے ہے۔ اور اس کے مبلغ وعامل سوا علماء کے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ بلکہ ان کے سوا سب جاہل ہیں۔ پروفیسر ہوں یا ور کوئی وہ سبب جہالت از قرآن تبلیغ کے قابل نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ علماء ربانی کو اللہ تعالیٰ نے خدا ترس بتایا۔ اور انھیں کے زریعے قرآن کی تبلیغ کرانے کا ذمہ لیا۔ کما تقدم تقریرہ تواب مودودی صاحب کا ان علماء ربانی کو اسلام کے درہم برہم کرنے والے بتانا قرآن کی تکذیب ہے۔ اور مودودی نے کسی کا استثناء نہیں کیا۔ ہمارے علماء میں اضافت استغفراقی ہے۔ اور ہاں جب قرآن کے الفاظ کے سوا مودودی کے نزدیک دنیا میں کوئی کتاب اسلام کے اصول و فروع کے لئے کار آمد نہیں۔ اور تمام علمائے اسلام اسلام کے درہم برہم کرنے والے ٹھرے۔ تو پھر مودودی صاحب کو اسلام اور قرآن اور اس کے معانی کس کے زریعہ پہنچے۔ کیا شکم مادر سے لے کر آئے تھے۔ تو پھر سالہا سال برطانیہ کے سکولوں میں کیوں پڑھتے رہے۔ وہ بھی انگریزی خصوصا انگریزوں سے کیا پڑھنے کی ضرورت تھی۔ یا کیا نبوت کا دعوی یا خیال ہے۔ خدا خیر کرے۔ باتیں تو آپ کی اسی قسم کی ہیں۔ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اورہاں پھر مودودی زہرہ علماء میں ہیں۔ یا جہلا میں یعنی جائل از علم قرآنا گر علماء میں تو پھر آپ بھی دین بگاڑو ہیے۔ اور آپ کے پیرو آپ کے ساتھ اور اگر علماء سے خارج تو جہلا کی باتیں بھی جہالت وگمراہی ہے۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں۔ وہ تقریبا وہی چیز ہے جس کو یونان ورہندوستان میں دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔ انتھیٰ۔ تجدید احیاء دین ص 10 ہندوستان میں دیوتا سورج۔ سورج۔ چاند۔ ابر۔ بادل۔ پانی۔ ہوا۔ آگ۔ آدمی مرد ہو تو دیوتا۔ اور عورت ہو و دیوی قرار دیا گیا ہے۔ مہاتما بدھ کو دیوتا۔ اور راجہ چندر گمپت کی رانی لکشمی کو دیوی قرار دیا گیا ہے۔ متھرا شہروں کے مندروں عمارتوں کو دیوتاؤں نے بنایا تھا۔ سومنات کے مندر میں چاند دیوتا کا بت تھا۔ تاریخ ہندو پاکستان پہلا حصہ۔

اللہ اللہ یہ کتنی بڑی قرآن کی مخالفت یا تحریف ہے۔ کہ ملک کا ترجمہ فرشتہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں اول سے آخر تک بکثرت آیا ہے۔

وَإِذ قالَ رَبُّکَ لِلمَلٰئِکَةِ إِنّى جاعِلٌ فِى الأَرضِ خَليفَةً اور مَن کانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلٰئِکَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبريلَ وَميکىٰلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلکٰفِرينَ ٩٨ ۔ (پ1ع4)۔ لَيسَ البِرَّ أَن تُوَلّوا وُجوهَکُم قِبَلَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ وَلٰکِنَّ البِرَّ مَن ءامَنَ بِاللَّهِ وَاليَومِ الءاخِرِ وَالمَلٰئِکَةِ وَالکِتٰبِ وَالنَّبِيّـۧنَ وَءاتَى المالَ عَلىٰ حُبِّهِ ذَوِى القُربىٰ وَاليَتٰمىٰ وَالمَسٰکينَ وَابنَ السَّبيلِ وَالسّائِلينَ وَفِى الرِّقابِ وَأَقامَ الصَّلوٰةَ وَءاتَى الزَّکوٰةَ وَالموفونَ بِعَهدِهِم إِذا عٰهَدوا وَالصّٰبِرينَ فِى البَأساءِ وَالضَّرّاءِ وَحينَ البَأسِ أُولٰئِکَ الَّذينَ صَدَقوا وَأُولٰئِکَ هُمُ المُتَّقونَ ١٧٧ ۔ (پ1ع12)۔ ءامَنَ الرَّسولُ بِما أُنزِلَ إِلَيهِ مِن رَبِّهِ وَالمُؤمِنونَ کُلٌّ ءامَنَ بِاللَّهِ وَمَلٰئِکَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرُسُلِهِ (پ2ع6)۔ وَتَرَى المَلٰئِکَةَ حافّينَ مِن حَولِ العَرشِ يُسَبِّحونَ بِحَمدِ رَبِّهِم (پ3ع8)۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرقًا ١ وَالنّٰشِطٰتِ نَشطًا ٢ وَالسّٰبِحٰتِ سَبحًا ٣ فَالسّٰبِقٰتِ سَبقًا ٤ فَالمُدَبِّرٰتِ أَمرًا ٥ ۔ (پ30ع2) ملائکہ یا فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ جو سورج بادل۔ چاند۔ ہوا۔ آگ انسانوں جنوں وغیرہ سے جدا ہے۔ (جن کی پیدائش نور سے ہے۔ حدیث صحیح مسلم) مودودی صاحب نے بدھ اور لکشمی رانی۔ چندر گپت کی زوجہ کو بھی فرشتوں میں شمار کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض ہندووں نے ہنومان بندر کو بھی دیوتا مانا ہے۔ پھر کیا یہ قرآن یا شریعت کی تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ ملائکہ یا فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کلام کرنا فرشتوں پر ایمان لانا۔ اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندے ہونا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بعض بعض کاموں پر مقرر کر رکھا ہے۔ اور ان کاموں کو سر انجام دیتے ہیں۔ جنت دوزخ پر مقرر ہیں۔ ان کا حاملان عرش الرحمان ہونا ثابت ہے۔ وہ آسمانوں پر بھی ہیں زمین پر بھی وہ نہ جن میں نہ انسان۔ ان میں انسانی خواہشات اکل شرب جماع وغیرہ کی خواہش نہیں۔ ہاں کفار کا خیال تھا کہ وہ بنات اللہ ہیں۔ معاذ اللہ۔ اللہ کی بیٹیاں بتاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ مودودی صاحب نے انھیں کو دیوی قرار دیا ہے۔ تو یہ ان کی تقلید ہے۔ ہاں آپ کے نزدیک متھرا کے پجاری بھی فرشتے ہیں۔ معاذ اللہ یہ قرآن کی مخالفت ہے۔ تحریف ہے۔ ہاں ہاں پروفیسر ایسے ی قرآن کی تفسیر کرنی جانتے ہیں۔ جب ہی تو آپ نے فتویٰ دیا ہے۔ کہ قرآن کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں۔ ایک پروفیسر انگریزی دان کافی ہے۔ جامع ترمذی میں حدیث ہے۔ من قال فی القران برام فلیتبوا مقعدہ من النار (مشکوٰۃ ص 35) جو بلا وساطت رسول اللہ ﷺ صرف اپنی عقل سے

غلط شلط قرآن کی تفسیر کرتا ہے۔ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بناتا ہے۔ ایک اور حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عالم ربانی مر جائیں گے۔ تو لوگ قرآن سے بے بہروں کو اپنا سردار بنالیں گے۔ پھر وہ لوگ ان سے فتویٰ پوچھیں گے۔ وہ فتویٰ دیں گے۔ پھر وہ خود بھی گمراہ ہوں گے۔ لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (متفق علیہ مشکواۃ۔ ص33 جلد نمبر1) دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ اذا وسل الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ (صحیح بخاري۔ مشکواۃ۔ ج2 ص469) یہ آثار قیامت میں سے ہے۔ سائل صاحب آپ نے دریافت کیا ہے۔ کہ ہم کو لٹریچر مذکور حوالے ہم کو بلاتے ہیں۔ ہم کیا کریں۔ تو جواب یہ ہے کہ تحقیق مذکور سے حق وضح ہوگیا ہے۔ کہ لٹریچر مذکور غلط سے باطل ہے۔ ان میں داخل ہونا دوزخ میں دیدہ دانستہ داخل ہونا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد آخر میں ایسے لوگ ہوں گے۔ جو میری سنت کو چھوڑ کر اپنا الگ مسلک ایجاد کریں گے۔ اور وہ دوزخ کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ جو ان کی دعوت قبول کرے گا۔ ان کی بات مانے گا اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔'' (متفق علیہ۔ مشکواۃ ص461 ج2)

مرا دا نصیحت بود کردیم حوالت با خدا کردیم ورفتیم

اندکے باتو بگفتم وبدل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(راقم ابو سعید شرف الدین دہلوی)

1۔ اس رسالہ یعنی ''خطاب مودودی'' کے ساتھ رسالہ جماعت اسلامی کا پس منظر بھی سنا دیا کیجئے۔ (راز)

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد01 ص316-334

محدث فتویٰ